اس بیعت میں جملہ چودہ سو افراد تھے یہ جاں نثاری کی بیعت اللہ تعالیٰ کو بہت پسند آئی چنانچہ فوراً آیت مبارکہ لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ نازل ہوئی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے پیارے رسولؐ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سچی اور بے لوث محبت کرنے کی توفیق عنایت کرے آمین ثم آمین واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین ٥

محرم الحرام میں مسلمانونکا حقیقی لائحہ عمل

(از مولوی عبید اللہ ٹونکی (مولوی عالم) متعلم جماعت ہشتم مدرسہ رحمانیہ)

دنیا کی قوموں اور جماعتوں کا یہ اصول رہا ہے کہ وہ اپنے کو بیدار مغز اور ترقی یافتہ قوموں سے دوش بدوش چلنے اور ان کا ہم آہنگ ثابت کرنے کی غرض سے مختلف ذرائع و وسائل اختیار کرتی ہیں. کبھی اپنی تجارت کو فروغ دیتی ہیں تو کبھی اپنے علم و فضل اور سیاست دانی سے ہمسایہ قوم کو مرعوب کرتی ہیں۔ اور کہیں اپنے اسلاف کے زریں کارناموں کی یاد تازہ کرکے اپنی باحسی اور زندہ دلی کا ثبوت بہم پہنچایا جاتا ہے۔ یہ کسی قوم یا سوسائٹی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ قریب قریب دنیا کی تمام زندہ قوموں میں اس قسم کے اثرات پائے جاتے ہیں. مسلمانوں نے بھی ایسے اسباب اختیار کئے جن سے ان کی بیدار مغزی کا کافی ثبوت ملتا ہے لیکن بعض مواقع پر انکو بے اعتدالی اور لاپرواہی کی بدولت بجائے فائدہ کے بیسیوں نقصانات سے دوچار ہونا پڑا ہے۔ مثلاً ماہ محرم میں خصوصاً یوم عاشورہ میں جو رسومات ادا کی جاتی ہیں وہ نہ صرف شرع ہی کے خلاف ہیں بلکہ اقتصادی اور معاشرتی لحاظ سے بھی ناقابل قبول ہیں۔

اسمیں شک نہیں کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے حسرتناک اور درد انگیز سانحہ نے مختلف اقوام کے دلوں پر نہایت ہی گہرا اثر کیا۔ ایران۔ ترکستان۔ ہندوستان۔ عراق و عجم میں ہر سال اس حادثہ فاجعہ کی مختلف طریقوں سے یاد تازہ کی جاتی ہے اور یہ بھی واقعہ ہے کہ دنیائے اسلام نے جسقدر آنسو اس پرالم واقعہ پر بہائے ہیں اور غم و غصہ کا اظہار کیا ہے اسکی نظیر تاریخ اسلام ہی نہیں تاریخ عالم بھی پیش نہیں کرسکتی. مگر اسکی یاد میں ایسی خصوصیات و ناجائز رسومات پیدا کردینی ہماری سخت نادانی ہے۔ اسلام میں اس قسم کے بیسیوں واقعات موجود ہیں بلکہ بعض کی اہمیت واقعہ کربلا سے کئی گونہ بڑھی ہوئی ہے پھر کیا وجہ ہے کہ اسکی یاد ہر سال تازہ کی جاتی ہے اور ان سے اہم واقعات کو بالکل فراموش کردیا جاتا ہے کیا حضرت عمرؓ کی شہادت کا واقعہ آپ نے نہیں سنا. ابو لولو نے کس بے رحمانہ طریق سے نماز کی حالت میں برچھا مارا اور ہمیشہ کیلئے آرام کی نیند سلا دیا. حضرت عثمانؓ خلیفہ ثالث کا قتل کیسی کس مپرسی کے عالم میں وقوع پذیر ہوا۔ آپکو پانی سے روکا گیا اور کئی روز تک محبوس رکھا اس پر بھی دشمنوں کا جوش خروش ٹھنڈا نہ ہوا تو مکان میں جاکر شہید کر ڈالا۔ اللہ اکبر کتنا الم انگیز واقعہ ہے جو کربلا سے کسی طرح کم نہیں کیا کبھی اس دل آشوب

جگر سوز قصہ کو بھولے سے بھی یاد کیا ؟ کبھی خلیفہ چہارم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی دردناک شہادت کا بھی مظاہرہ کیا آنحضرت کے چچا حضرت حمزہؓ کی شہادت کیا دل ہلا دینے والی نہیں آپ کے جسم مبارک کا ایک ایک حصہ حد درجہ بے عزتی کے ساتھ کاٹ لیا جاتا ہے اور کلیجہ نکال کر دانتوں سے چبایا جاتا ہے۔ جب حضور مدینہ تشریف لائے اور انصار کی عورتوں کو شہیدوں پر روتے دیکھا تو آپکا دل بھر آیا اور بے ساختہ آپکی زبان مبارک سے نکلا اما حمزۃ فلا بواکی علیہ میرے چچا حمزہ پر کوئی رونے والا نہیں۔ آہ کسقدر اندوہگیں سانحہ ہے جس نے حضور کے صابر و مضبوط دل کو بھی بے قرار کر دیا۔ لیکن آپ کے دل پر اسکا کچھ اثر نہیں نہ وہ جزع فزع ہے اور نہ وہ مظاہرات ہیں۔ آخر بتایا جائے کہ وہ کونسی خصوصیات ہیں۔ اور وہ کون سے ممتاز اسباب ہیں جو آپ کو حضرت حسینؓ کی شہادت کی یاد پہ ہر سال ستاتے ہیں اور خلفائے راشدین اور بڑے بڑے اصحاب رسول کی سرفروشیاں آپ کی نظر میں کوئی وقعت نہیں رکھتیں۔

اب دیکھنا ہے کہ یہ ہماری آہ وزاریاں وسینہ کوبیاں اور اسرافات بیجا کس حد تک اس واقعہ شہادت کی یاد کے تازہ کرنے میں ہماری ترجمانی کرتے ہیں اور کہاں تک اصل مقاصد کے پورا کرنے میں ہمارا ساتھ دیتے ہیں کیا ہماری اس اشک ریزی اور فلک بوس نعروں میں اہل بیت کے محبت کی بو پائی جاتی ہے ؟ یا محض ریاکاری اور رسمہ پروری اور اپنے اڈون کو برقرار رکھنے کی خاطر یہ تمام ڈھونگ اختیار کئے جاتے ہیں کیا کبھی ہم نے اہل بیت کے صحیح اسوہ کا نمونہ بننے کی کوشش کی ؟ اور کیا ہمنے اسکا خیال کیا ہ کہ حضرت حسینؓ کی اس ایثار و قربانی اور بہادرانہ عزم و استقلال کو اپنے اندر بھی پیدا کیا جائے جو انہوں نے دودھ پیتے بچوں کو اپنے سامنے تڑپتا دیکھ کر بھی ظاہر کیا ، اور اپنی پیاری جان کے بازی لگانے میں بھی کوئی دریغ نہ کیا۔ کیا محبت اسی کا نام ہے کہ چند ایسی رسومات کی ادائیگی کو کافی سمجھا جائے جس سے سلف کی توہین ہی نہیں بلکہ تہذیب اسلام کے منور چہرہ پر بھی بدنما دھبا لگتا ہے۔ ایسی حالت میں کیونکر آپ کو شیدائے اہل بیت اور پروانہ حسین کہا جا سکتا ہے۔

محرم کے موقع پر ہم ہزاروں روپیہ تعزیوں کی تیاریوں میں اور سبیلوں کی ظاہری زیب و زینت پر برباد کر دیتے ہیں۔ جس سے دوست و احباب کی واہ واہی کے سوا اور کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ میری اپیل ہے کہ ہماری ان بے اعتدالیوں پر راہنمایان ملک ہی نہیں بلکہ محلوں کے سربرآوردہ باا شر اور ہوشمند حضرات بھی اسکی طرف توجہ کریں اور قوم کو اس بیجا اسراف کی تباہی و بربادی سے باز رکھیں اگر اس روپیہ کو منظم طریقہ پر کسی ایسے مد میں صرف کیا جائے جس سے مسلمانوں کی اقتصادی و معاشرتی حالت درست ہو یا اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت پر خرچ کیا جائے یا دوسرے ضروری امور سرانجام دئے جائیں تو بہت ہی مناسب ہوگا۔ اسی طرح عوام میں ان مسائل کی اشاعت و تبلیغ کیجائے جنکو آنحضرت نے خاص ماہ محرم الحرام کے متعلق ارشاد فرمائے ہیں۔ محرم کی حرمت کے طریقے سے روشناس کرایا جائے اسی طرح دیگر مسائل بھی بیان کئے جائیں مسلمانوں نے اگر اپنا یہ دستور العمل رکھا تو تھوڑے عرصہ میں قوم کی نمایاں اصلاح ہو سکتی ہے مجھے ملک کے نوجوان طبقہ سے امید ہے کہ اس دردمندانہ آواز کو صدائے صحرا ثابت نہ ہونے دینگے ؎

من آنچہ شرط بلاغ است با تو میگویم
تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال